TQ Lesson 207 Surah Ankabut ayat 45-69 tafseer-2

اب آپ دیکھئے کہ سورت العنکبوت کی آیت نمبر 45 کا کیا اصول ہمارے سامنے آیا ؟کہ ہمیں اپنے اندر سیرت اور کردار کی زبردست صلاحیت پیدا کرنی ہے توسیرت اور کردار کی پختگی کا اللّٰہ تعالی نےعملی علاج کیابتایا ہے؟ آپ نے سورت العنکبوت کے پچھلے چار پانچ رکوع میں مسلسل کیا بات پڑھی ؟ صبر ، استقامت ، توکل علیٰ اللہ یہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ اس کی عملی تدبیر قرآن کی تلاوت ہے اور نماز کو قائم کرنا ہے تو یہ دو چیزیں ایسی ہیں جو کہ ایک مومن کے اندر زبردست سیرت اور کردار پیدا کرتی ہیں، زبردست صلاحیتیں پیدا کرتی ہیں کہ مومن باطل سے ٹکرا جاتا ہے لیکن وہ باطل کو قبول نہیں کرتا بڑی بڑی طغیانیاں ہیں، بدی کا سخت سےسخت طوفان ہے مومن کیا کرتا ہے نہ صرف اس طوفان کے آگے کھڑا رہتا ہے بلکہ اس کا رخ ہی پھیر دیتا ہے تو اس کے لئے پھر کیسے طاقت حاصل کرنی ہے؟ نماز قائم کرنی ہے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنی ہے تو یاد رکھیے گا کہ مطلوب محض قرآن کے الفاظ کا زبان کی نوک پر لانا نہیں ہے یا محض نماز کی اٹھک بیٹھک نہیں ہے بلکہ کیا ہے کہ اصل تلاوت وہ ہے جو ہماری زبان سے اتر کر ہمارے حلق سے گزر کر دل تک جائے اور پھر کفر کی طغیانیوں میں مقابلے کی طاقت پیدا کر دے **حدیث کا مفہوم ہے** کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پہ فرمایا وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے (یہ بخاری کی روایت ہے)۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پہ فرمایا قرآن پر ایمان نہیں لایا وہ شخص جس نے اس کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کر لیا۔ اب آپ دیکھ لیں کہ ہم سب قرآن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن کتنی حرام چیزیں ہیں جو آج ہماری زندگی میں داخل ہیں اس میں جھوٹ بھی ہے غیبت بھی ہے اور سود بھی ہے اور غصہ بھی ہے تو کیا کرنا ہے قرآن کی صحیح معنوں میں تلاوت کرنی ہے اس کی تعلیم کو سمجھنا ہے اور اس کو اپنے اندر جذب کرتے چلے جانا ہے اور دوسری جو اہم بات ہے وہ کیا ہے کہ نماز کے ہماری زندگی پر اثرات مرتب ہونے چاہیں اور تیسری اہم بات کیا ہے کہ نماز یا قرآن صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ اس کے ذریعے ہم ایک اچھا کام کریں گے بلکہ کیا ہے کہ ہم نیکیوں میں سبقت لے جانے والے بن جائیں گے آگے بڑھنے والے بن جائیں گے تمام عبادتوں کی روح اللّٰہ کی یاد ہے حضرت ابو درداء رضی اللّٰہ عنہ کی بیوی نے ایک موقع پہ کہا کہ اللّٰہ تعالی کی یاد نماز تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ اس سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ جب آدمی روزہ رکھتا ہے یا زکوٰۃ دیتا ہے یا کوئی نیک کام کرتا ہے تو لامحالہ اللّٰہ کو یاد ہی کرتا ہے تبھی تو اس سے نیک اعمال سرزد ہوتے ہیں اسی طرح آدمی جب برائی کے مواقع سامنے آنے پر ان سے پرہیز کرتا ہے تو یہ بھی اللّٰہ ہی کی یاد کا نتیجہ ہے تو دراصل یاد الٰہی مومن کی ساری زندگی پر حاوی ہے۔ تو پھر اصول کیا نکلا کہ ہمیں اچھا داعی بننا ہے اچھا داعی کون ہوگا جو تلاوت قرآن کرے گا جو قرآن کے ذریعے سے جب دعوٰی اور تبلیغ کا کام کرے گا تو جو مشکلات اور تکلیفیں آئیں گی تو اس نے صبر کرنا ہے توکل کرنا ہے۔ صبر اور توکل ملے گا کیسے ؟ قرآن کی تلاوت سے اور نماز کو قائم کرنے سے اور اچھا داعی وہی شخص بن سکتا ہے جس کے سینے میں اللّٰہ کی یاد سمائی ہوئی ہو ، جو اپنے پورے وجود کے ساتھ اللّٰہ کے آگے جھکنے والا ہو گا وہی بہترین داعی ہو سکتا ہے اور پھر اللّٰہ کی یاد کے لئے وہی طریقے اختیار کرنے ہیں جو اللّٰہ اور اللّٰہ کے رسول اللّٰہ ﷺ کو پسند ہیں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتے پھر اس کے بعد مسلمانوں کو ایک

اور اہم بات بتائی جا رہی ہے اور وہ بات کیا ہے؟ کہ اہل کتاب یا عام جو لوگ تھے ان سے بحث کرنے کا طریقہ بتایا جا رہا ہے

آیت نمبر 46۔ وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ ۖ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْنَا وَأُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ

ترجمہ۔ اور اہلِ کتاب سے بحث نہ کرو مگر عمدہ طریقہ سے، سوائے اُن لوگوں کے جو اُن میں سے ظالم ہوں، اور اُن سے کہو کہ "ہم ایمان لائے ہیں اُس چیز پر بھی جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے اور اُس چیز پر بھی جو تمہاری طرف بھیجی گئی تھی، ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم اُسی کے مُسلم (فرماں بردار) ہیں"

وَلَا تُجَادِلُوا اور تم جھگڑا نہ کرو **أَهْلَ الْكِتَابِ** اہل کتاب سے **إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ** سوائے اس طریقے کے جو کہ بہترین ہو یعنی بحث کی جا سکتی ہے مگر عمدہ طریقے سے تو یہاں پر اس آیت میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو بحث کا انداز خود ہی بتایا ہے تو بحث کا انداز کیا اختیار کرنا ہے؟ **إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ** جو کہ بہترین ہو لیکن بحث کا انداز اختیار کرنے سے پہلے داعی کے لئے صحیح طریقہ کیا ہے کہ وہ بحث کرے ہی نا **وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ** کہ تم جھگڑا مت کرو تم جنگ وجدل مت کرو، بحث و مناظرے مت کرو کیونکہ پیچھے آپ نے دعوت اور داعیانہ کلام کا طریقہ پڑھا تھا اب یہاں پہ بتایا جا رہا ہے کہ جو داعیانہ کلام ہوتا ہے وہ مناظرانہ کلام نہیں ہوتا وہ حکیمانہ کلام ہوتا ہے، وہ ناصحانہ کلام ہوتا ہے تو تم نے اہل کتاب سے جھگڑا نہیں کرنا۔ جب کوئی ان سے جھگڑا کرتا ہے تو کیا کہتے ہیں؟ **قَالُوا سَلَامًا** وہ سلام کہتے ہیں آپ نے سورت النحل میں یہ پڑھا تھا۔ **وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ** کہ ان کے ساتھ جھگڑا کرو لیکن بہترین طریقے سے تو یہاں پہ پہلا ہمیں گفتگو کا جو طریقہ پتہ چلتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم ان کے ساتھ بحث مباحثہ نہیں کریں گے دوسرا طریقہ کہ ہم اگر بات کریں گے تو جو بہترین انداز ہو احسن طریقہ ہو تو یہ جو احسن طریقہ ہے اس سے کیا مراد ہے؟ اس کے معنی یہ ہیں جیسے آپ نے سورت النحل میں پڑھا کہ **ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (125۔ سورت النحل)** دعوت دو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو آپ نے سورت (فصلت) حٰم سجدہ میں یہ بات پڑھی کہ **وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ (34۔** سورت فصلت) بھلائی اور برائی یکساں نہیں ہیں اب یہ ہے کہ آپ جب کسی سے بات کر رہی ہیں وہ آپ پر حملے کر رہے ہیں گالی طعن و تَشْنِيع تو کون سا طریقہ سورت حٰم سجدہ سے پتہ چلتا ہے ؟مدافعت ایسے طریقے سے کرو دفاع اپنا ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو تم دیکھو گے کہ وہی شخص جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی وہ ایسا ہو گیا جیسے کہ جگری دوست اسی طرح سورت الاعراف میں آپ میں پڑھ چکیں **خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ () وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ () إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ (199-201۔** سورت الاعراف**)** درگزر کی روش اختیار کرو بھلائی کی تلقین کرو اور جاہلوں کے منہ نہ لگو اگر کبھی شیطان تمہیں اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو، وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے () حقیقت میں جو لو گ متقی ہیں اُن کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ کبھی شیطان کے اثر سے کوئی برا خیال اگر انہیں چھو بھی جاتا ہے تو وہ فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ ان کے لیے صحیح طریق کار کیا ہے ۔ تو یہاں پہ

بھی ہمیں جو نصیحت کی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت بتا رہے ہیں کہ اگر کبھی ایسی نوبت پیش آ جائے کہ بحث اور مباحثہ کرنا ہی پڑ جائے تو پھر کیا کرنا ہے کہ تمہیں اچھا طریقہ اختیار کرنا ہے احسن طریقہ اختیار کرنا ہے تو احسن طریقہ کیا ہے ؟ (1) آپ ان کی سخت بات کا جواب نرمی سے دیں گے(2) وہ غصہ دکھا رہے ہیں آپ بردباری کا مظاہرہ کریں گے (3) وہ جاہلانہ طور پہ شور کرنے لگتے ہیں تو آپ باوقار گفتگو کریں گے آپ ان کی بدخوئی کا جواب بدخوئی سے نہیں دیں گے ترکی بہ ترکی نہیں دیں گے۔ خوش خلقی سے دیں گے اچھا مظاہرہ کریں گے تو یہ ہے کہ **إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَن** جو کہ بہترین طریقہ ہو پھر اس کے کیا معنی ہیں ؟ **الَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ** سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہوں یعنی اب اہل کتاب سے بات چیت ہو رہی ہے مناظرہ ہو رہا ہے جو ان میں سے ظلم کا رویہ اختیار کریں اب آپ دیکھیں کہ ظلم کی نوعیت مختلف ہو سکتی ہے اس میں رویہ مختلف ہو سکتا ہے کہ کبھی تو کوئی شخص بحث مباحثہ میں افراط سے کام لے رہا ہے، وہ بدگوئی کر رہا ہے یا سخت لہجہ اس نے اختیار کیا ہے اور وہ غصے کا مظاہرہ کر رہا ہے تو یہ سارا ظلم ہے **الَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ** تو اب آپ کیا کریں گے ؟ تو آپ بھی پھر موقع کی مناسبت سے سخت لب و لہجہ اختیار کر سکتے ہیں بہتر تو یہ ہے کہ نا کریں بہتر تو یہ ہے کہ **قَالُوا سَلامًا** کر لیں یا پھر یہ ہے کہ اچھے طریقے سے اس کو جواب دیتے رہیں لیکن اگر کوئی شخص ظلم کرتا چلا جا رہا ہے اب جاہلانہ اس کے عزائم ہیں یا پھر وہ جدال کے بعد قتال پر اتر آیا ہے تو مسلمانوں کو کہا جا رہا ہے کہ تم بھی پھر قتال کر سکتے ہو تم بھی پھر جواب دے سکتے ہو۔ عام طور پہ تو ظلم کا جواب ظلم سے نہیں دینا لیکن جب حد ہو جائے تو پھر اس کا جواب دیا جا سکتا ہے تو دراصل اللہ رب العزت جو بات بتانا چاہتے ہیں جو بات سکھانا چاہتے ہیں وہ کیا ہے؟ **الَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ** کہ سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہوں تو ظالم پھر کون ہیں ؟ اس سلسلے میں مفسرین کی جو رائے ہے وہ تھوڑی مختلف رائے ہے مثلاً ایک رائے یہ ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہ اہل کتاب میں سے جارحانہ عزائم رکھتے ہیں کیونکہ اہل کتاب سارے ایک جیسے تو نہیں ہیں آپ یہ بات پڑھ ہی چکیں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو ایمان لے آئے تھے جیسے نجاشی، جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تو مفسرین کی ایک رائے یہ کہتی ہے کہ کن سے مجادلہ نہیں کرنا اور اچھے طریقے سے بات کرنی ہے جو کہ مسلمان ہو گئے ہیں تو ان سے اچھے طریقے سے بات کرنی ہے اور دوسرا جو گروہ ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ مراد ہیں جو مسلمان نہیں ہوئے بلکہ یہودیت اور نصرانیت پر قائم رہے ہیں تو چونکہ یہ ظلم ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وہ ایمان نہیں لائے اور جو کتاب آپ نے پیش کی اس کو انہوں نے قبول نہیں کیا تو اس لئے پھر ان سے مناظرہ بازی کی جا سکتی ہے ایک رائے یہ بھی ہے کہ اہل کتاب سارے مراد نہیں ہیں بلکہ وہ جو ان میں سے شریرانہ مزاج رکھتے ہیں یا مناظرہ بازی کرتے رہتے ہیں تو یہ مراد ہے تو گویا کہ موقع کی مناسبت سے آپ نے دعویٰ کرنا ہے تو بعض لوگ ہٹ دھرم ہوتے ہیں بات سمجھنا ہی نہیں چاہتے تو پھر ان کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے پھر ان کو ٹال دیا جائے اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ وہ سمجھنا چاہتے ہیں تو پھر جیسے یہاں پہ بھی آپ دیکھیں کہ باہمی مذاکرہ، مباحثہ ،اجلاس اس میں بھی جب بات ہو رہی ہو تو ان چیزوں پر بات کرتے ہیں جن میں موافقت ہے جس میں لوگوں کے ایک جیسے نظریے ہیں جسے سورت آل عمران میں پڑھا تھا.**قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (64**سورت آل عمران) کہو، "اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ تو یہ مختلف طریقے ہیں جو کہ دعوی کے سکھائے جا رہے ہیں یہاں پر اب یہاں پہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے **الَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ** کہ جب لوگ ظلم کریں اور قتال کریں تو پھر ہم بھی قتال کریں اگر وہ بدتمیزی کریں تو ہم بھی پھر جواب دے سکتے ہیں یعنی اتنا جتنا کہ اجازت ہے یا جتنا کہ انہوں

نے ہمارے ساتھ کیا ہے اس کی اللہ تعالی نے کیوں اجازت دی ؟ اللہ تعالی نے صرف اتنا ہی کیوں نہیں کہہ دیا کہ نہیں بس تم نے سلامتی ہی بننا ہے اور تم نے شیریں جواب ہی دینا ہے تو یہ کیوں کہا کہ ہاں تم ایسا کر سکتے ہو تو اس کی اصل میں وجہ یہ ہے کہ ہر وقت، ہر حال میں، ہر طرح کے لوگوں کے مقابلے میں نرم اور شیریں نہیں بنا جا سکتا اور نہیں بنا رہنا چاہئے کیوں ؟ اس لئے کہ دنیا میں داعئ حق اگر ہر وقت ہر طرح کے حالات میں ہر موقع میں نرم اور شیریں بنا رہے بھارت تو لوگ شرافت کو کمزوری سمجھ لیں گے جیسے ابھی پچھلے دنوں آپ سن رہے تھے انڈیا پاکستان پر حملہ کرنے والا ہے تو پاکستان یہی کہہ رہا تھا کہ نہیں بھارت حملہ نہیں کرے گا تو اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ اس کے لئے نرم چارہ بن رہے ہیں تو اسلام اپنے پیروکاروں کو کیا سکھاتا ہے اس آیت کے حصے سے ہمیں یہ اصول ملتا ہے کہ نمبر 1- شائستہ بننا ہے شرافت دکھانی ہے پہلا درجہ تو یہی ہے اور یہی احسن ہے لیکن نمبر 2- عاجزی اور مسکینی نہیں سکھاتا کہ ظالموں کے لئے بھی آپ نرم چارہ بن جائیں پھر آپ کو اپنا دفاع کرنا ہے پھر آپ کو اپنی حفاظت کرنی ہے اور اگر اس موقع پر آپ نے اپنا دفاع نہیں کیا تو پھر وہ آپ کو ختم کر کے رکھ دیں گے تو یہ جو حصہ ہے یہ قرآن کا بہت ہی اہم حصہ ہے اس سے ہمیں داعیانہ کردار کا پتہ چلتا ہے پھر فرمایا **وَقُولُوا** اور کہو **آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا** کہ ہم ایمان لائے ہیں اس چیز پر جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے اور وہ کیا چیز ہے قرآن مجید **وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ** اور اس چیز پر جو نازل کی گئی ہے تمہاری طرف تو ان کی طرف کیا بھیجا گیا تھا ؟ تورات اور انجیل کیونکہ اہل کتاب کی بات ہو رہی ہے تو اہل کتاب سے مراد کون لوگ ہوتے ہیں؟ یہود و نصاریٰ تو یہودیوں پر تورات نازل ہوئی اور عیسائیوں پر انجیل تو اللہ کی طرف سے جو نازل کردہ کتابیں ہیں تو ان پر ایمان لانا ہے لیکن عمل کس پر کرنا ہے قرآن مجید پر اب آپ دیکھیں کہ طریقہ بتایا جا رہا ہے مناظرے کا یا بحث کا یا بات کا تو اب کیا ہے کہ جو کچھ بھی ہماری طرف نازل ہوا ہم اس پر بھی ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ بھی تمہاری طرف نازل ہوا اس پر بھی ہم ایمان لاتے ہیں **وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ** جو تمہاری طرف اترا تھا یہ نہیں کہا جا رہا کہ تمہارے پاس موجود ہے اس پر ہم ایمان لائیں گے تو اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ تورات اور انجیل میں تغیر اور تبدل ہو چکا تھا تو اللہ تعالی نے یہ بات کہی کہ جو کچھ تم پر اترا تھا اے مسلمانو! کہو کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں یہ ایک بہت اہم نکتہ ہے جو یہاں پر بتایا جا رہا ہے احسن طریقے کی وضاحت کی جا رہی ہے کہ ایک دوسرے کو چڑھانا نہیں ہے ایک دوسرے کو برا بھلا نہیں کہنا ان کے صحیفوں کو جھٹلانا نہیں ہے ان کے جو بھی صحیفے ہیں ان کی تائید کرنی ہے پر جو ان کے ہاتھوں میں موجود ہیں اس کی نہیں بلکہ اس کی جو اللہ کی طرف سے اترا تھا کیونکہ اب وہ صحیح شکل میں موجود نہیں ہیں اس لئے یہ کہا **وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ** یہ نہیں کہا کہ جو تمہارے ہاتھوں میں موجود ہے اس پر ہم ایمان لاتے ہیں **وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ** ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے تو جو نچوڑ ہے دعوت کا اور دین کا وہ کیا ہے کہ ایک اللہ کے حوالے اپنے آپ کو کر دیا جائے اور کیا بات بتائی جا رہی ہے کہ ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے ایسا نہیں ہے کہ ہم ایک اللہ کو چھوڑ کر زیادہ الہ کو ماننے والے ہیں جیسے کہ اہل مکہ شرک کر رہے تھے اور ایسا بھی نہیں ہے جیسے کہ عیسائی عقیدہ تثلیث کے قائل تھے اور ایسا بھی نہیں ہے جیسا کہ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے لگے تو اصل بات کیا ہے کہ آج جو ہم ایک خدا کا دعویٰ کر رہے ہیں تمہارا بھی تو یہی دعویٰ تھا۔ تمھارا بھی تو یہی دین تھا تو یہاں پہ دلائل کے ذریعے سے بات کو سامنے رکھا جا رہا ہے دلائل کے ذریعے سے سمجھایا جا رہا ہے کہ مذہبی تعصب کو چھوڑ کر حق بات کو قبول کیا جائے اور آپ دیکھ لیجئے کہ تورات ، انجیل ،قرآن مجید تمام کتابوں کا سرچشمہ تو ایک ہی ہے اور وہ اللہ تعالی ہے تو مسلمانوں کو کہا جا رہا ہے کہ آپ بتائیے کہ ہم قرآن پر بھی ایمان لائے ہیں اور آپ کے پاس بھی جو کہ اللہ کی طرف

سے کتابیں نازل ہوئی تھیں اور ان میں جو حق موجود ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہم سب میں ایک بات مشترک ہے کہ ایک اللہ کی بندگی **وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ** اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں کیا مطلب ہے اس کا کہ اللہ تعالی نے جو خاص بات بتائی یہاں پر وہ یہ ہے کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کرنے والے ہیں اب دیکھیں یہاں پہ ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے اب اتنا ہی کافی تھا کہ ایک اللہ کی بندگی کرنے والے ہیں یہ کیوں کہا **وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ** اصل میں ایک اللہ کی جو بندگی کرتا ہے تو وہ اللہ کو حاکم مانتا ہے خود محکوم بن جاتا ہے اللہ کو خالق مانتا ہے خود اس کی مخلوق بن جاتا ہے اللہ کو رب مانتا ہے پھر خود اس کا پرورده بن جاتا ہے اللہ کو حسیب مانتا ہے تو پھر محاسبے کی تیاری کرتا ہے یعنی محاسبے کی تیاری سے مراد اللہ کا مقابلہ تو نہیں ہو سکتا لیکن **اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنَا حِسَابًا يَّسِيْرًا** وہ اللہ سے دعائیں بھی کرتا ہے اور ساتھ ہی زندگی میں گناہوں کو چھوڑتا چلا جاتا ہے تو اللہ کو رحمان اور رحیم جب مانتا ہے تو درخواست کرتا رہتا ہے **اِغْفِرْنَا** ایسے کام کرتا ہے کہ اللہ کی رحمت اس کے اوپر نچھاور ہوتی چلی جائے تو یہاں پر دراصل جو بات بتائی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ بحث کیسے کرنی ہے اور دوسری بات یہ کہ جو صحیح سچائی ہے اس کی طرف لوگوں کو دعوت دی جائے اچھا یہ جو آیت 46 ہے یہ ہمارے سامنے عمل کا یہ اصول رکھتی ہے کہ داعی جو ہے بحث میں الجھنے کی بجائے جو سنجیدہ بات ہوتی ہے، جو امرِ حق ہوتا ہے اس کو واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اگر اس کو لگے کہ دوسرا شخص غیر سنجیدہ ہے اور الجھنا چاہتا ہے، مناظرہ کرنا چاہتا ہے، تو داعی اپنے مشن سے پھر ہٹتا نہیں ہے حکیمانہ کلام کرتا ہے دعوت دیتا چلا جاتا ہے اور مناظروں سے اپنے آپ کو بچاتا چلا جاتا ہے تو یہ ہے اصل بات جو کہ مسلمانوں کو سکھائی جا رہی ہے کہ ایک اللہ کی بندگی کرنا اور اس کے آگے اپنے آپ کو جھکا دینا اس کی اطاعت اختیار کرنا تو اگر آج میں اور آپ دیکھیں تو کافروں کو تو کیا سمجھانا ہے خود مسلمانوں کی اپنی مسجدیں مناظرہ بازی کا شکار ہوئی ہوئی ہیں بہت سی جماعتیں آپس میں لڑائی جھگڑا کرتی رہتی ہیں حالانکہ وہ اسلام کے نام پر اکٹھے ہوئے ہیں آپ سوچیں سادہ عوام کتنے پریشان ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں ایک کے پاس جاتے ہیں تو کچھ کہتا ہے دوسرے کے پاس جاتے ہیں تو کچھ کہتا ہے ہمیں پتہ نہیں چلتا ہم کیا کریں تو کیا بات پتہ چلتی ہے کہ قرآن اور سنت سے اپنا تعلق مضبوط کیا جائے اور حق بات کے گرد جمع ہو جانا چاہئے حق بات جہاں سے ملے اس کو کھلے دل سے قبول کر لینا چاہئے کسی جماعت یا کسی انسان کے تعصب میں اتنا مبتلا نہیں ہو جانا چاہئے کہ اگر وہ غلط بات بھی کہہ رہا تو اس کو تو مانا جائے اور دوسرا جو صحیح بات بھی کہہ رہا ہو پھر اس کا انکار کر دیا جائے تو اصل میں **وَأُنزِلَ إِلَيْكُمْ** ہم اللہ ہی کے آگے جھکنے والے ہیں مسلمون **اَسْلَمَ** سے بھی ہو سکتا ہے ہے یا **سَلَمَ** سے بھی مادہ وہی ہے (س ل م) سلامتی تو مسلمان جو ہیں وہ دہشت گرد نہیں ہیں وہ تو سلامتی ہیں وہ تو السلام علیکم کہنے والے ہیں وہ تو اسلام کی اطاعت کرنے والے جو کچھ اللہ کے احکامات ہیں اس کو اپنے اوپر نافذ کرنے والے ہیں

ؔ کل جس کا اعلان کیا تھا کوہ صفا پہ آقا نے
آج بھی وہ سچائی لوگو سب سے بڑی سچائی ہے

آیت نمبر 47. وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ ۚ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَمِنْ هَٰؤُلَاءِ مَن يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ

ترجمہ۔ (اے نبی ﷺ) ہم نے اِسی طرح تمہاری طرف کتاب نازل کی ہے، اس لئے وہ لوگ جن کو ہم نے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں، اور اِن لوگوں میں سے بھی بہت سے اس پر ایمان لا رہے ہیں، اور ہماری آیات کا انکار صرف کافر ہی کرتے ہیں

وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی تو کس کی طرف کتاب نازل کی محمد ﷺ کی طرف کون سی کتاب نازل کی؟ قرآن مجید اور آپ دیکھیں کہ کیوں کہا جا رہا ہے **وَكَذَٰلِكَ** کہ یہود و نصاریٰ پر یعنی ان کے پیغمبروں پر جب کتابیں نازل کی گئی تھیں تو آج جب قرآن محمد ﷺ پر نازل کیا گیا تو یہ کیوں الجھنے لگے یہ کیوں انکار کرنے لگے نئی بات تو نہیں ہے پیغمبر کو ہم نے کتاب دی ہی تھی پہلے بھی اور آپ کو بھی دے دی **فَالَّذِينَ** اور پس رہے وہ لوگ **آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ** جن کو ہم نے پہلے کتاب دی تھی **يُؤْمِنُونَ بِهِ** وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اس لئے وہ لوگ جن کو ہم نے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اس کا مطلب کیا ہے کہ تمام اہل کتاب نہیں اہل کتاب میں سے **فہم** کچھ لوگوں کے پاس ہے تو اس لئے اہل کتاب میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو صحیح علم و فہم نصیب ہوا اور وہ ایمان لے آئے تو اہل کتاب حقیقی معنوں میں کون ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالی کی طرف سے ایسی کتاب کی تلاوت کی جائے جو پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہو تو وہ پورے اخلاص کے ساتھ اس کتاب کو بھی ایسے ہی تسلیم کر لیتے ہیں جیسا کہ انہوں نے پچھلی کتابوں کو تسلیم کیا تھا تو یہ ہے **فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ** ۖ پس رہے وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی تو وہ اس پر ایمان لاتے ہیں تو کیا مراد ہے کہ جو حقیقت کا ادراک رکھتے ہیں تو وہ ایمان لے آتے ہیں تو پھر حال کیا ہے ؟ **وَمِنْ هَٰؤُلَاءِ مَن يُؤْمِنُ بِهِ** ۚ اور ان لوگوں میں سے بھی بہت سے اس پر ایمان لا رہے ہیں یہ کون مراد ہیں ؟ یہ اہل عرب کی طرف اشارہ ہے کہ حق پسند لوگ ہر جگہ سے اس پر ایمان لا رہے ہیں کچھ اہل کتاب میں سے ہیں کچھ غیر اہل کتاب میں سے مشرکین میں سے بھی ہیں حق پہنچا ان کے پاس اس کو قبول کرتے جا رہے ہیں **وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا** اور جو انکار کرے ہماری آیات کا **(ج ح د)** انکار کو کہتے ہیں اور کون سا انکار؟ کہ دل تسلیم کرتا ہو حقانیت کو لیکن زبان اس کا انکار کرے تو اصل میں جو بات بتائی جا رہی ہے وہ کیا ہے کہ افسوس اس بات کا ہے اور وہ کیا ؟ **وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا** کہ نہیں انکار کرتے ہماری آیات کا **إِلَّا الْكَافِرُونَ** مگر کافر لوگ۔ تو ہماری آیات کا انکار صرف کافر لوگ ہی کرتے ہیں اور کافر لوگوں سے کون لوگ مراد ہیں ؟جو اپنے تعصب کو چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں جو اپنی خواہشات نفس کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں جو پابندیاں قبول کرنے سے جی چراتے ہیں اس لئے وہ حق کا انکار کرتے ہیں تو بڑے افسوس کی بات ہے **وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ** اور ہماری آیات کا انکار نہیں کیا کرتے مگر کافر تو انکار کیسے کیا جاتا ہے ؟ **اَبیٰ** انکار کرنا سرے سے ہی جیسے کسی بات کو تسلیم ہی نہ کرنا یہ بھی انکار ہے اور انکار کیا ہے ؟ **(ن ک ر)** کہ آپ کسی بات کو پہچانتے ہی نہیں ہیں اجنبی بن جاتے ہیں اور تیسرا درجہ انکار کا ہے **(ج ح د)** اور چوتھا اور آخری درجہ ہے **(ک ف ر)** تو جحد کیا ہے ؟ کہ دل مانتا ہے لیکن زبان انکار کر رہی ہے تو اہل مکہ یہی تو کرتے تھے دل مانتا تھا لیکن زبان سے انکار کرتے تھے آپ فرعون کو دیکھ لیں آپ نمرود کو دیکھ لیں آپ ابو جہل کو دیکھ لیں ابو جہل کیا کہتا تھا کہ نہیں میں اس کی مخالفت کروں گا دل سے مانتا تھا چھپ چھپ کے قرآن سنتا تھا لیکن مخالفت کرتا تھا کیوں ؟ ہماری قوم میں کیوں نہیں آیا نبی بن کر اچھا دوسری بات یہ ہے کہ **الْكَافِرُونَ** کیا کرتے ہیں حقیقت پہ پردہ ڈال دیتے ہیں چھپ چھپا کر اور ہماری آیات کا انکار کون کرتے ہیں **إِلَّا الْكَافِرُونَ** صرف وہ جو کہ کافر ہیں تو ہمیں بھی اپنی زندگیوں کا جائزہ لینا چاہئے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم اسلام کا انکار کرتے ہیں دل مانتا ہے آج امت مسلمہ کا کیا حال ہے بہت سے اسلام کے اصول اور آیتیں ایسی ہیں جس کے بارے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ ہاں قرآن میں اللہ کا حکم ہے پر دل نہیں مانتا کہیں دل مان رہا ہوتا ہے زبان سے انکار کر دیتے ہیں اور کہیں عمل سے انکار کر دیتے ہیں تو ایمان لانے کے بھی تین درجے ہیں کہ 1. قلبی ایمان 2. زبانی ایمان 3. عملی ایمان تو اس طرح انکار

کرنے کے بھی مختلف درجے ہیں ابھی یہ جو مسلمانوں نے مظاہرہ کیا ہے فلسطین کے حق میں اور 3 جنوری کو 2009 میںdowntown Toronto میں جو ہوا تو اس میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی تو ظہر سے لے کر مغرب تک یہ جاری رہا تقریبا دو بجے سے لے کر مغرب تک اور اس میں میں نے عورتوں کو بھاگتے دیکھا اور عورتوں کو بھی نعرے لگاتے دیکھا مرد بھی تھے جوان بھی تھے بوڑھے بھی تھے، سرد موسم تھا برف کے پہاڑ لگے ہوئے تھے شدید ٹھنڈ تھی اور بہت میرا دل خوش ہوا اس بات پر کہ امت مسلمہ کے دل کے اندر درد موجود ہے ابھی یہ خاک کا ڈھیر نہیں ہے ان میں ایمان کی چنگاری موجود ہے

ے ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اگر امت مسلمہ کو اچھے امام مل جائیں اور اچھے لوگ مل جائیں تو عوام پیچھے آ کھڑی ہوگی اور پھر Toronto میں وہیں پر مغرب کی نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا تو بہت اچھا لگا مختلف قومیت کے لوگ تھے ، جوان بھی تھے بوڑھے بھی تھے آپ سوچیں ظہر سے لے کر مغرب تک اور یہ مظاہرہ یہ نہیں تھا کہ آپ ایک جگہ کھڑے تھے مسلسل چل رہے تھے تو مساجد میں اعلان ہوا کتابچےبٹے اور اس وقت میں یہ سوچ رہی تھی کہ بعض لوگ کہتے ہیں مظاہرہ کر کے آپ کیا کریں گے جا کے کچھ بھی نہیں ہوتا تو وقت اور حالات کے مطابق مختلف طور طریقے اختیار کرنے پڑتے ہیں تو اس سے کیا ہوتا ہے آگاہی ہوتی ہے لوگ اپنے ریسٹورنٹ سے اپنی جو بھی دکانیں تھیں (اور وہ علاقہ بڑا مصروف علاقہ ہے) تو لوگ نکل نکل کر کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں نعرے کیا لگا رہے ہیں ان کے پاس جو کتبے پکڑے ہوئے ہیں (جھنڈے وغیرہ) ان پر کیا لکھا ہوا ہے تو اس میں تقریریں بھی ہوئی ہیں ایک جگہ کھڑے ہو کر بتایا گیا تھا کہ فلسطین پر ظلم ہو رہا ہے مسلمانوں کے اتنے زیادہ لوگ شہید ہو گئے اور (UNO) یا جو بھی بڑی طاقتیں ہیں ان کے کانوں پہ جوں بھی نہ رینگی اور کہیں ایک مر جائے تو میڈیا کتنا شور کرتا ہے اور پھر پتہ بھی نہیں چلتا مارا کس نے ہے لیکن اس کے لئے کتنے بے قصور لوگوں کو مار دیا جاتا ہے گولی کا نشانہ بنا دیا یا پھر بم گرا دیئے جاتے ہیں تو ایک چہرہ ہے دو مختلف تصویریں ہیں اور پھر میں یہ سوچ رہی تھی کہ یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے کہ ہم تو صرف خاموش ہیں کھڑے ہوئے ہیں اور گئے ہیں اور پھر ان لوگوں پر جو بمباری ہو رہی ہے اور جو مسلمان شہید ہو رہے ہیں تو بس سمجھا کر کھڑے ہو جائیں گے ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے تو اصل بات کیا ہے کہ جو ایمان لانے والے ہیں وہ کیا کرتے ہیں وہ انکار نہیں کرتے وہ ہر موقع پر سوچتے ہیں کہ اب مجھے کیا کرنا ہے کتنی مصروفیت کیوں نہ ہو کیسا ہی سرد موسم کیوں نہ ہو۔ جب مغرب کا وقت ہونے والا تھا تو میں نے سوچا کہ مغرب کے لئے وضو کر لینا چاہئے تو وہاں پہ Tim Horton پاس ہی تھا وہاں پہ میں باتھ روم میں گئی ایک جوان سی لڑکی چھوٹا سا بچہ تھا اس کا شاید مہینے کا ہوگا یا دو مہینے کا وہاں پہ مشکل سے کھڑے ہونے کی جگہ تھی اور جو sink تھا اس کے پاس تھوڑی جگہ تھی وہاں پہ وہ کھڑی ہو کر اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کیونکہ اتنے زیادہ مسلمان تھے یعنی تقریبا چار سے پانچ بلاک مسلمانوں سے بھرے ہوئے تھے ماشاءاللہ۔ تو بچے کو دودھ پلانے کے لئے اس کے پاس کوئی جگہ نہیں تھی میں سوچ رہی تھی پتہ نہیں اللہ کو اس پر کتنا پیار آ رہا ہوگا کچھ لوگ چائے لینے کے لئے کھڑے تھے کچھ لوگ بسکٹ مطلب بھوکے بھی تھے ظاہر ہے کہ 2 بجے وہاں پہ جمع ہوئے تو کوئی 12 بجے نکلا کوئی ساڑھے 12 گھر سے نکلا تو اس میں کیا تھا کہ جن چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی پتہ چلا کہ ہاں یہ فلسطین کے لئے ہے اور بعض مسلمانوں کو تو پتہ ہی نہیں کہ فلسطین کہاں پہ ہے اور کیا ہو رہا ہے وہاں پہ تو عورت وہاں پہ اندر کھڑی ہوئی جب دودھ پلا رہی تھی بس اسی کے بارے میں بعد میں سوچتی رہی۔ اور پھر جب میں Toronto مسجد میں کتنی

زیادہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گئی اتنے لوگ تھے کہ جگہ نہیں مل رہی تھی تو میں نے دیکھا کالے، گورے، موٹے مطلب بہت ہی بھاری عورتیں میں سوچتی تھی یہ سیڑھیاں چڑھ کر کیسے اوپر آئی ہونگی اور جب آپ چل چل کر تھک جاتے ہیں پھر چلا نہیں جاتا اگلے دو تین دن اثرات رہے اس بات کے کہ اتنا چلے تھے کہ اب ٹانگیں ساتھ ہی نہیں دے رہی ہیں تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ وہ لوگ جو بوڑھے تھے جو بیمار تھے جو چھوٹے بچوں کو بھی ساتھ لے کر گئے تھے ان بچوں کو بھی اٹھایا ہوا ہے تو جا رہے ہیں تو ایسے بھی تو ہیں تو پھر میں اور آپ کہاں رہ جاتے ہیں تو ہر دن ہر گھڑی ایک موقع ایسا آتا ہے جب ہمیں اپنے عمل کا اظہار کرنا ہوتا ہے کہ میرے ایمان کا درجہ کون سا ہے؟ زبانی ہے قلبی ہے یا عملی ہے یا تینوں ہیں اور جو کفر ہے اس کے بھی مختلف درجے ہیں تو اللہ تعالی کہہ رہے ہیں کہ یہ جو آیت 47 ہے یہ بتا رہی ہے کہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو حامل کتاب ہیں دوسرے حامل فطرت ہیں۔ حامل کتاب کیا کرتے ہیں ؟ کہ سچائی پہلے بھی ان کے پاس ہے پھر سچائی ان کے سامنے آئی تو انہوں نے سچائی کو قبول کر لیا ہے وہ ہیں اصل میں اہل کتاب اور جو حامل فطرت ہیں جو کہ مسلمان کہلائے وہ وہ لوگ ہیں کہ جب سچائی ان کے پاس آئی تو پھر انہوں نے سچائی کو قبول کر لیا۔ جیسے مشرکین میں سے جنھوں نے اسلام کو قبول کیا جو صحابہ اور صحابیات بنے۔ وہی تو تھے کہ حق ان کے سامنے جب پیش ہوا تو انہوں نے حق کو قبول کر لیا آسمانی کتاب کو مانا تو یہ ہیں حامل فطرت لوگ تو یہ میرا اور آپ کا کردار بنتا ہے۔ موجودہ دور میں بہت تعصب ہے مساجد کے خلاف ، مسلم جماعتوں کے خلاف ، لوگوں کے خلاف ، آپ اپنے دل اور دماغ کے دروازے اور کھڑکیاں کھلی رکھیں اور اپنے ایمان کا مظاہرہ کیسے کریں کہ ایسا نہ ہو کہ سچائی سامنے ہو اور سچائی کا انکار کرتے رہیں حق جہاں بھی نظر آئے حق کو قبول کر کے حق کا ساتھ دیں تو یہاں پہ یہ عمل کا اصول سامنے آتا ہے۔

آیت نمبر 48۔ وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ ۖ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ

ترجمہ۔ (اے نبی ﷺ) تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست لوگ شک میں پڑ سکتے تھے

وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ اور اے نبی ﷺ تم اس سے پہلے کوئی کتاب تلاوت نہیں کرتے تھے نبی بننے سے پہلے، رسول بننے سے پہلے، قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے تم اُمی تھے کوئی کتاب کی تلاوت نہیں کرتے تھے **وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ** اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے نہ پڑھنا آتا تھا نہ لکھنا آتا تھا **بِيَمِينِكَ** یعنی دائیں ہاتھ سے **إِذًا** اس وقت **لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ** باطل پرست شک میں پڑ سکتے تھے اگر آپ کو پہلے سے پڑھنا اور لکھنا آتا ہوتا ، تو یہاں پر اللہ رب العزت کیا بتاتے ہیں کہ اگر آپ کو پہلے سے کتاب پڑھنی آتی ہوتی یا آپ کو لکھنا آتا ہوتا تو **إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ** اس وقت وہ لوگ شک میں پڑ سکتے تھے تو اس وقت وہ ریب میں مبتلا ہو سکتے تھے اچھا اب یہاں پہ کیا کہا جا رہا ہے **وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ** کہ اس سے پہلے آپ تلاوت نہیں جانتے تھے آپ کو پڑھنا نہیں آتا تھا تو **تَتْلُو** جو ہے یہاں پہ اس کے معنی کیا ہیں پڑھنا اور کوئی بھی کتاب پڑھنا مراد ہو سکتا ہے ویسے خاص طور پہ تلاوت کا لفظ قرآن مجید کے لئے استعمال ہوتا ہے جب کہ قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے عام کتابوں کے پڑھنے کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا تو یہاں پہ کیا کہا جا رہا ہے کہ اے محمد ﷺ آپ کو پہلے سے کتاب پڑھنی نہیں آتی تھی **مِن كِتَابٍ** یعنی کوئی بھی کتاب کتاب کی جمع کُتُب ہے تو پھر جو **تَخُطُّهُ** یہ کیا ہے ؟**(خ ط ط)** آپ یہ لفظ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں لکھنے کے لئے یہ آتا ہے

ہم تو بعض اوقات یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے خط لکھا صرف یہ مراد نہیں ہوتا بلکہ خط کے معنی ہوتے ہیں لکیریں کھینچنا، نشان لگانا اور انہیں لمبائی میں لمبا کرنا یعنی لمبائی میں لکیریں کھینچنا جیسے دھاری دار کپڑا ہے تو اس کو بھی **مُخَلَّط** کہتے ہیں۔ خطاطی ، خطاطی کیا ہوتی ہے لکھائی کو کہتے ہیں اسی طرح **خَطَّاط** بہت لکھنے والا **تَخُطُّهُ** سے مراد کیا ہے محض لمبائی کے رخ پر کچھ لکھنا وہ تحریر جیسی بھی ہو تو لکھنے کے لئے ایسے ہی جیسے لائنیں بھی لگا رہے ہیں تو کچھ بھی جولمبائی کے رخ پر ہے تو کیا ہے کہ وہ **خَطّ** ہے۔ سطر ہوتا ہے سطور بنا کر لکھنا تحریر کی سطر، سطریں بنا کر لکھنا تو **سَطَرَ** ، **رَقَمَ** جس میں کتاب پر اعراب اور نقطے بھی آپ لگاتے ہیں واضح لکھتے ہیں اور **كَتَبَ** جو ہوتا ہے اس کے معنی ہوتے ہیں ایسا لکھنا جو اپنا مفہوم ادا کرنے میں مکمل ہو ، ایسی تحریر جس سے مکمل مفہوم کی ادائیگی ہوتی ہو تو اب یہاں پہ رسول اللہ ﷺ کو کیا کہا جا رہا ہے یہ نہیں کہا کہ سطر یا رقم یا کتب بلکہ کہا کہ **وَلَا تَخُطُّهُ** کہ آپ کو تو لکیریں بھی کھینچنی نہیں آتی تھیں کیا مطلب ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے لکھنا نہیں جانتے تھے یمین دائیں ہاتھ کو کہتے ہیں **بِيَمِينِكَ** تو اس کا کیا مطلب ہے کہ عام طور پہ دائیں ہاتھ سے لکھا جاتا ہے تو دائیں ہاتھ سے کھانا، دائیں ہاتھ سے لکھنا دائیں ہاتھ کے اندر اللہ نے خاص طور پر یہ چیز رکھی ہے تو بعض لوگ دائیں بائیں دونوں سے لکھ لیتے ہیں کم لوگ ایسے ہوتے ہیں تو لیکن یہاں پہ کیا کہا جا رہا ہے اور نہ آپ اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتے تھے اگر آپ اپنے دائیں ہاتھ سے پہلے سے لکھتے ہوتے یعنی گویا کہ آپ کو پہلے سے لکھنا آتا ہوتا یا پھر یہ کہ آپ پڑھنا جانتے تو پھر کیا تھا **إِذًا** اس وقت **إِذًا** شرطیہ ہے اگر آپ کو پڑھنا آتا اگر آپ کو لکھنا آتا ہوتا **لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ** تو **لَّارْتَابَ** کا مادہ کیا ہے**(ر ی ب)** ریب سے ہے اور اس کے معنی کیا ہیں؟ یعنی شک کرنے والے اس وقت یہ شک کرنے والے جو تھے یہ شک کر سکتے تھے **الْمُبْطِلُونَ** مبطل کی جمع ہے اور مبطل باطل سے ہے باطل کون ہوتے ہیں؟ جھوٹے۔ کہ یہ جو جھوٹے لوگ ہیں نا اس وقت وہ شک کر سکتے تھے کہ ہاں بھئی ان کو آکر کوئی سکھا جاتا ہے تو یہاں پہ کیا ہے **لَّارْتَابَ** شک کرتے **الْمُبْطِلُونَ** باطل لوگ تو یہ لوگ جو تھے اس وقت شک کر سکتے تھے تو اس آیت سے پھر عمل کے لئے کیا اصول پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت یہ بات بتا رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو لکھنا پڑھنا بالکل نہیں آتا تھا اور قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے اور یہ معجزہ ہے اور کیا معجزہ ہے ؟ کہ ایک ان پڑھ شخص قرآن جیسی کتاب کو پیش کر رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ کا اُمی ہونا آپ کی بہت بڑی فضیلت ہے اور بہت بڑا معجزہ ہے اور آپکی نبوت اور رسالت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ آپ کو صلح حدیبیہ کے موقع کی وہ بات یاد ہے کہ جب معاہدہ لکھا جا رہا تھا تو اس وقت **من محمد رسول اللہ** کے الفاظ تھے مشرکین نے اعتراض کیا کہ ہم آپ کو رسول تو مانتے ہی نہیں ہیں اس لئے تو جھگڑا ہے تو کیسے اس پر معاہدہ ہو جائے تو پھر کیا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ رسول اللہ کا لفظ ہٹا دیا جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں میں نہیں ایسا کر سکتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا لفظ یہاں سے ہٹا دوں تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کیا کہا تھا ؟ کہ بتاؤ کہ کہاں لکھا ہے اور پھر کاغذ اپنے ہاتھ میں لے کر وہ لفظ مٹا دیا اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ واقعی رسول اللہ ﷺ کو بالکل نہ پڑھنا آتا تھا نہ لکھنا آتا تھا تو آپ دیکھ لیں کہ قرآن مجید کا یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ کو قرآن یاد ہوا اور نہ صرف آپ کو بلکہ بہت سے صحابہ اور صحابیات کو بھی اور آج کے دور میں بھی آپ دیکھیں کہ کتنا بڑا معجزہ ہے لوگوں کو کچھ نہیں آتا پر قرآن آتا ہے دنیا میں بے شمار لوگ آپ کو ایسے نظر آتے ہیں اور بے شمار ایسے مسلمان ہیں اور خود آپ اپنے بزرگوں کو ہی دیکھ لیں کوئی پڑھائی نہیں آتی بس قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اتنی خوبصورت تو قرآن ان کو آتا ہے اور ہمارے ہاں تو آپ کو پتہ ہی ہے کہ گھر میں سب کو آتا ہے قرآن۔ ہم سب کو سکھایا جاتا ہے

نسلوں سے مسلمانوں کے ہاں یہ روایت ہے تو اصل بات کیا ہے کہ قرآن مجید کا یہ معجزہ ہے ان پڑھ سے ان پڑھ بوڑھے سے بوڑھا کوئی بھی اس کو پڑھے گا تو قرآن اس کو آ جائے گا کیوں ؟ اللہ تعالی نے کہا **وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ** (42- سورت القمر) ہم نے اس قرآن کو نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے آسان کر دیا ہے پھر ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا تو یہاں پر رسول اللہ ﷺ کے رسول ہونے پر دلیل دی جا رہی ہے اور دلیل کیا ہے کہ آپ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن آپ نے قرآن جیسی کتاب جو معجزہ ہے اس کو پیش کیا تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ اگر تم پڑھے لکھے ہوتے تب تو یہ جھٹلانے والے لوگ کوئی نہ کوئی بات شک پیدا کرنے والی بنا سکتے تھے تو اب تو کوئی شک پیدا کرنے کا موقع ہی نہیں ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ تو پڑھے لکھے ہی نہیں تھے اور آپ کو یہ بات بھی پتہ ہے کہ یہ جو دلیل یہاں پہ دی گئی یہ بہت سی سورتوں میں اللہ تعالی نے دی ہے کہ آپ کو پہلے پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا سورت یونس سورت القصص اسی طرح سورت النحل، سورت بنی اسرائیل، سورت المومنون ، سورت الفرقان اور سورت الشوریٰ میں بھی آپ آگے پڑھیں گے پھر فرمایا

آیت نمبر 49- بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ
ترجمہ۔ دراصل یہ روشن نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے دلوں میں جنہیں عِلم بخشا گیا ہے، اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے مگر وہ جو ظالم ہیں

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ بلکہ یہ آیات ہیں کھلی کھلی **بَيِّنَ** واضح کو بھی کہتے ہیں اسی طرح **بَيِّنَ** کا لفظ روشن کے لئے بھی آتا ہے اور ویسے بھی آپ کو پتہ ہے کہ **بَيِّنَ** جو ہے یہ لازم اور متعدی ہے مبین وہ چیز ہے خود کھلی ہے اور دوسروں کو کھول دے خود روشن ہے اور دوسروں کو روشن کر دے تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ دراصل یہ روشن نشانیاں ہیں کن کے لئے **فِي صُدُورِ الَّذِينَ** ان لوگوں کے سینوں کے لئے، ان لوگوں کے دلوں کے لئے **أُوتُوا الْعِلْمَ** جنہیں علم بخشا گیا ہے تو گویا کہ قرآن مجید جو ہے یہ روشن نشانیاں ہیں اس کی آیات ساری کی ساری کھلی نشانیاں ہیں لیکن اس کی شرط کیا ہے کہ وہ لوگ جو کہ علم والے ہیں تو علم والے کون ہیں ؟علم والے وہ لوگ ہیں جو کہ دانش اور بینش رکھنے والے ہیں **الْعِلْمَ** اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہ اللہ کی نشانیوں کو دیکھ کر پھر وہ اللہ کو پا لیں۔ جو اللہ کی نشانیاں ہیں ان کو پھر قبول کر لیں تو اصل بات یہ ہے کہ جو سچے اہل کتاب ہیں ان کے لئے قرآن ان کے دل کی آواز ہے تو یہاں پہ **أُوتُوا الْعِلْمَ** سے مراد اہل کتاب میں سے وہ لوگ ہیں جو کہ قرآن مجید کو جانی پہچانی کتاب سمجھتے تھے کیوں ؟ان کی کتابوں میں یہ بات تھی کہ نبی آئے گا اور اس کے پاس ایک کتاب آئے گی تو وہ پہلے سے منتظر تھے نبی کے بھی، پیغمبر کے بھی اور کتاب کے بھی اپنے نبیوں کی جو پیشن گوئیاں تھیں اس وجہ سے وہ سراپا انتظار تھے تو اب جب ان کو مطلوب اور محبوب چیز مل گئی تو انہوں نے کیا کیا کہ وہ ایمان لے آئے تو یہاں پہ **الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ** اس سے مراد وہ لوگ ہیں اہل کتاب میں سے جن کے پاس دین کا صحیح علم تھا اور جنہوں نے پھر قرآن مجید کو قبول کر لیا جنہوں نے پیغمبر کا اور کتاب کا خیر مقدم کیا پھر دوبارہ وہی بات ہے انداز تھوڑا سا مختلف ہے **وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ** اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے مگر وہ جو ظالم ہیں اب آپ دیکھیں یہاں پہ **يَجْحَدُ** آیا ہے **اَبیٰ** نہیں آیا کیوں ؟ اہل کتاب دل سے مانتے تھے لیکن زبان سے انکار کرتے تھے کچھ تو ایمان لے آئے اور جو باقی تھے وہ کیا کرتے تھے دل سے مانتے تھے زبان سے انکار کرتے تھے **وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا** اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے **إِلَّا الظَّالِمُونَ** مگر وہ ظالم ہیں

آیت نمبر 50۔ وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ
ترجمہ۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ "کیوں نہ اتاری گئی اس شخص پر نشانیاں اِس کے رب کی طرف سے؟" کہو، "نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور میں صرف خبردار کرنے والا ہوں کھول کھول کر"

وَقَالُوا اور انہوں نے کہا **لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ** کہ کیوں نہ اتاری گئیں اس شخص پر نشانیاں اس کے رب کی طرف سے یعنی اب آپ دیکھ لیں کہ اللہ تعالی اہل مکہ کا یہ اعتراض بار بار نقل کرتے ہیں اور یہ بات بتاتے ہیں کہ اہل مکہ یہ اعتراض کرتے تھے کہ محمد ﷺ کو اللہ تعالی نے ایسے معجزے کیوں نہیں دیئے جو دوسرے پیغمبروں کو دیئے کہ جن کو دیکھ کر ایمان لایا جائے **لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ** **قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ** اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجیے نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں **وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ** اور میں تو صرف ڈرانے والا ہوں کھول کھول کر میری یہ حیثیت نہیں ہے کہ میں معجزات اور نشانیاں جس کا تم مطالبہ کرتے ہو اس کو میں نازل کر دوں میرا کام کیا ہے؟ کہ میرا کام تو صرف اتنا ہے کہ جو اللہ نے مجھے پیغام دیا ہے وہ پیغام لے کر ہانکے پکارے تم تک پہنچاؤں اور تمہیں ڈراؤں تو ان کا یہ جو نشانیاں اور معجزات کا مطالبہ تھا اس کا اللہ تعالی نے جواب دیا ہے اور جواب بڑا زبردست ہے اور جواب یہ ہے کہ نشانیاں دکھانا اللہ کا کام ہے پیغمبر کا نہیں ہے اللہ چاہے گا تو نشانیاں دکھائے گا تو میرا کام کیا ہے میرا اختیار کیا ہے **وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ** میں تو صرف ڈرانے والا ہوں **نَذِيرٌ** ڈرانے والا خطرات سے آگاہ کرنے والا اور **مُّبِينٌ** کھلا کھلا، واضح اور میں اپنا فرض ادا کر رہا ہوں تو میں نے رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اس لئے تمہارے مطالبات پورے نہیں کر سکتا

آیت نمبر 51۔ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ
ترجمہ۔ **اور کیا اِن لوگوں کے لئے یہ (نشانی) کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو اِنہیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہے؟ در حقیقت اِس میں رحمت ہے اور نصیحت ہے اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں**

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ کیا ان کے لئے کفایت نہیں کرتی، کیا انہیں یہ کافی نہیں ہے **أَنَّا أَنزَلْنَا** یہ کہ ہم نے نازل کیا **عَلَيْكَ** تجھ پر ، اے محمد ﷺ ہم نے تجھ پر نازل کیا **الْكِتَابَ** کتاب کو،قرآن مجید کو **يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ** یہ جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے اللہ تعالی پوچھتے ہیں اہل مکہ، اے انکار کرنے والوں، اے شک کرنے والوں، اے باطل میں مبتلا ہونے والوں، اے معجزات کا مطالبہ کرنے والوں کیا تمہارے لئے یہ دلیل کافی نہیں ہے کہ ایک اُمی پر ، ان پڑھ پر کتاب نازل ہوئی اور وہ تمہیں پڑھ کر سناتا ہے وہ ان پڑھ ہے نہ لکھنا جانتا تھا نہ پڑھنا جانتا تھا تمہارے درمیان جوان ہوا کہ **أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ** ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے تو یہ اتنا بڑا معجزہ ہے کہ جو تمہاری رسالت پر یقین کرنے کے لئے کافی ہے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ لکھے پڑھے نہیں تھے لیکن اللہ نے جب قرآن مجید آپ پر نازل کیا تو کیا کہا تھا ؟ **اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (1۔** سورت العلق) اور حدیث سے ہمیں کیا دلیل پتہ چلتی ہے صلح حدیبیہ کا واقعہ آپ یاد رکھیے گا کہ حضور لکھ نہیں سکتے تھے جب آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جہاں رسول اللہ لکھا ہے کاٹ دو تو انہوں نے کہا خدا کی قسم یہ الفاظ ہرگز نہیں کاٹوں گا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا مجھے وہ جگہ بتاؤ جہاں یہ الفاظ لکھے ہیں انہوں نے آپ کو جگہ بتائی اور آپ نے اپنے ہاتھ سے وہ الفاظ کاٹ دیئے

اور آپ نے وہ مٹا کر کیا لکھوایا ؟ **ابن عبداللہ** کیوں؟ آپ ایک معاہدہ کر رہے تھے اور دوسرا شخص مان نہیں رہا تو موقع کی مناسبت سے آپ نے وہ کام کیا اس کا یہ نہیں مطلب کہ آپ اپنی حیثیت کو بھول رہے تھے بلکہ کیا تھا کہ آپ نے داعیانہ طور پر ایک کردار ادا کیا تھا تو یہ ہے معجزہ آپ کا کہ ان پڑھ ہو کر آپ نے قرآن جیسی کتاب کو پڑھ کر سنایا **يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ** ان پر پڑھی جاتی ہے یہ مضارع مجہول ہے **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ** درحقیقت اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایک ایسی قوم کے لئے جو ایمان لانے والے ہیں تو آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پہ رحمت اور نصیحت کا جو ذکر کیا جا رہا ہے رحمت اور **ذِكْرَىٰ** کس کو کہا گیا ہے ؟ قرآن کو کہا گیا ہے کہ قرآن مجید جو ہے یہ رحمت بھی ہے اور **ذِكْرَىٰ** بھی ہے اب آپ دیکھ لیں کہ یہ نہیں کہا جا رہا کہ قرآن میں صرف رحمت ہے کیا کہا جا رہا ہے کہ **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ** قرآن میں رحمت بھی ہے اور نصیحت بھی ہے اور **وَذِكْرَىٰ** سے مراد نصیحت ہے کیسی نصیحت ؟ ایسی نصیحت جس سے دل نرم ہو کر پگھلنے لگے تو اے نبی ﷺ اصل بات کیا ہے کہ اگر لوگ قرآن کو پڑھیں، سمجھیں اپنی زندگیوں میں اتاریں تو در حقیقت اس میں رحمت بھی ہے اور نصیحت بھی ہے لیکن یہ رحمت اور نصیحت سب کو نہیں ملے گی پھر کس کو ملے گی ؟ صرف ان لوگوں کو ملے گی جو ایمان لانے والے ہیں باقی کسی کو نصیحت نہیں مل سکتی تو قرآن خود زندہ و جاوید معجزہ ہے اور آپ ﷺ کے سچے نبی ہونے کے لئے بھی قرآن دلیل ہے کہ پہلے آپ کو کچھ پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا پھر آپ نے قرآن جیسی کتاب کو پیش کیا تو پھر کرنا کیا چاہئے قرآن مجید پر ایمان لانا چاہئے اس سے اپنی زندگی کے اندھیرے دور کرنے چاہیں اب آپ دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کو پیش کیا اور قرآن مجید اب آخری کتاب ہے اس سے ہمیں عمل کرنا چاہئے تو آج کے دور میں ہمارے لئے عمل کا کیا اصول نکلتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں نہیں تورات میں بھی کچھ چیزیں اچھی ہیں اور انجیل میں بھی کچھ چیزیں اچھی ہیں تو اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث کو آپ یاد رکھیں **مفہومِ حدیث۔** حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تورات کے کچھ اوراق لائے انہوں نے پڑھنا شروع کیا آپ کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا یہ صورتحال دیکھ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف نہیں دیکھتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب آپ کو دیکھا تو کہنے لگے میں اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں ہم اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہو گئے اس پر آپ کا غصہ دور ہو گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر آج موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہو جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو تم گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر آج موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو میری اتباع کے سوا انہیں کوئی چارہ نہ ہوتا (یہ مشکوٰۃ کی روایت ہے) اس سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے آپ کی نبوت کے بعد صرف قرآن ہی کتاب ہدایت ہے آپ آخری نبی ہیں اور قرآن کتاب ہدایت ہے قرآن رحمت بھی ہے اور ذکریٰ بھی ہے اور اس پر ایمان لانا چاہئے اور ویسے اگر کوئی تورات انجیل لوگوں کو سکھانے کے لئے دعویٰ کرنے کے لئے پڑھنا چاہے تو الگ بات ہے لیکن اصل میں قرآن مجید کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانا چاہئے